خیبر پختونخوا میں ضم قبائلی اضلاع اور انتخابی سیاست ۲۰۱۹: ایک تحقیقی مطالعہ

Provincial Elections in Newly Merged Tribal Districts of Khyber Pakhtunkhwa 2019: A Research Study

ڈاکٹر الطاف اللہ*

گوہر رحمٰن**

Abstract

After becoming formal part of the province of Khyber Pakhtunkhwa, the newly merged tribal districts, have recently been passed through a new experience of popular voting on 20th July 2019. For the purpose of delimitation of constituencies, the seven tribal districts have been divided into sixteen provincial constituencies. The active participation of the general masses in the provincial elections under the umbrella of major political parties is an unprecedented and practical step in the process of integrating the erstwhile tribal areas into the country's mainstream political, administrative and constitutional structure. Being a central component of democracy, elections provide opportunities of equal standing, progress, prosperity, political awareness, and socio-economic equality to the people. It reflects the will of the people. The present paper, however, explores the significant aspects of this political dispensation on the

* سینئر ریسرچ فیلو، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، مرکز فضیلت، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔

** ڈپٹی رجسٹرار، یونیورسٹی آف پشاور، خیبر پختونخوا۔

one hand and addresses certain important questions on the other. It pinpoints the role of the major political parties, their programmes, political manifestoes and electoral campaign. The active participation of the general public, the role of independent candidates and women across these districts, are the major areas of concern at the moment. It carefully deals with all these important characteristics of the provincial assembly elections recently held in the newly merged tribal districts of Khyber Pakhtunkhwa, in the light of empirical evidences in order to ensure objectivity, unbiased analysis and authenticated conclusions.

تلخیص

صوبہ خیبر پختونخوا کے ساتھ حال ہی میں شامل ہونے والے قبائلی اضلاع کے لوگ ۲۰ جولائی ۲۰۱۹ء کو پہلی بار ایک نئے سیاسی اور انتخابی تجربے سے گزر گئے۔ نئے انتخابی حلقوں کی حد بندی کو بروئے کار لاتے ہوئے سات قبائلی اضلاع کو ۱۶ صوبائی حلقوں میں تقسیم کیا گیا۔ نیز اسکے علاوہ، ان اضلاع کیلئے ۵ مخصوص نشستیں یعنی ۴ نشستیں خواتین جبکہ ایک اقلیتی برادری کیلئے مختص کی گئی۔ صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں مختلف سیاسی جماعتوں کے زیر سایہ عام لوگوں کی فعال اور مثبت شرکت ان اضلاع کو ملک کے سیاسی، انتظامی اور آئینی انضمام اور ان کو قومی سیاسی دھارے میں لانے کیلئے ایک مثالی اور عملی سیڑھی ثابت ہوئی۔ انتخابات کو جمہوریت کا ایک مرکزی اور اہم جز سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ لوگوں کو خوشحالی، سیاسی بیداری، معاشی اور سماجی ترقی کے برابر مواقع فراہم کرتے ہیں۔ انتخابات دراصل لوگوں کی مرضی اور خواہشات کی عکاسی کرتے ہیں۔ جدید سیاسی نظام میں انتخابات کو جمہوریت کا جز لازم تصور کیا جاتا ہے کیونکہ بڑھتے ہوئے آبادی اور نئے دور کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس طریق انتخاب کے ذریعے عام لوگ اپنے سیاسی نمائندوں کو منتخب کر کے ان کو ملک کی باگ ڈور سنبھالنے کی اہم ذمہ داری سونپتے ہیں۔ یوں یہ نمائندے عوام کی مرضی، منشاء، آرزو، پسند اور ناپسند کو سامنے رکھتے ہوئے ملک کی سیاسی و انتظامی معاملات کو چلاتے ہیں۔ اس تحقیقی مطالعہ میں قبائلی اضلاع میں صوبائی انتخابات ۲۰۱۹ء کے

حوالے سے کئی اہم پہلوؤں مثلاً ان انتخابات میں سیاسی جماعتوں اور آزاد امیدواروں کا کردار، ان کی سیاسی اور انتخابی منشور، انتخابی مہم اور اس سے وابستہ دیگر معاملات کو اجاگر کرتا ہے۔ اسکے علاوہ یہ مقالہ صوبائی انتخابات میں قبائلی لوگوں کی دلچسپی، خواتین کی بھرپور شرکت، آزاد امیدواروں کا سیاسی جماعتوں کے امیدواروں کے ساتھ کانٹے دار انتخابی مقابلہ اور انتخابات کے نتائج اور اس کے مضمر اثرات پر سیر حاصل بحث سامنے لاتا ہے۔

تعارف

حال ہی میں صوبہ خیبر پختونخوا کا باقاعدہ طور پر حصہ بننے والے قبائلی علاقہ جات کو ایک لمبے عرصے کے بعدملک کے دوسرے حصوں کے برابر لا کر ان کو رسمی اور انتظامی طور پر ضلعی حیثیت دیدی گئی ہے۔ سات قبائلی ایجنسیوں اور متصلہ فرنٹیر ریجنز کو صوبہ خیبر پختونخوا میں شامل کرنے سے قبائلی عوام کا دیرینہ خواہش بالآخر پوری ہو گئی۔[۱] اس انضمام سے نئے شامل اضلاع میں بلا شبہ ایک نیا سیاسی، سماجی اور معاشی سفر کا آغاز ناگزیر ہے۔ اس ضمن میں پہلی تبدیلی سیاست کی میدان سے شروع ہوتی ہے جب حکومت ان اضلاع میں صوبائی نشستوں پر انتخابی عمل کو بروئے کار لاتے ہوئے انتخابات کا انعقاد کرتی ہے۔ ان اضلاع کو ۱۶ حلقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان انتخابات میں ۲۸ لاکھ سے زائد ووٹر حق رائے دہی کے ذریعے پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار صوبائی اسمبلی میں اپنے سیاسی نمائندے بھیج دیئے ہیں۔ اس سیاسی سرگرمی کو اس خطے کی سیاسی اور پارلیمانی تاریخ کا اہم واقعہ قرار دیا جا سکتا ہے۔[۲] اس انتخابی عمل میں ۲۸۲ امیدواروں نے حصہ لیا جبکہ ووٹرز کی تعداد تقریباً26,62550 رہی۔ ان انتخابات میں سب سے بڑی تعداد آزاد اُمیدواروں کی تھی جبکہ سیاسی جماعتوں میں سے پاکستان تحریک انصاف نے ۱۶، جے یو آئی (ف) نے ۱۵، اے این پی نے ۱۴، جماعت اسلامی اور پاکستان پیپلز پارٹی نے ۱۳، مسلم لیگ (ن) نے ۳ اور قومی وطن پارٹی نے بھی ۳ امیدوار میدان میں اتارے۔ ان انتخابات میں قبائلی عوام نے جوش و خروش سے شرکت کی۔ قبائلی رسم و رواج کے باعث خواتین اگرچہ گھروں سے کم ہی نکلتی ہیں لیکن ان انتخابات میں ان کی بڑی تعداد بھی ووٹ دینے کیلئے پولنگ اسٹیشنوں پر پہنچی۔[۳] اس تاریخ

ساز لمحہ کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کا سہرا تمام سیاسی جماعتوں اور فوج کو جاتا ہے۔ انتخابات میں شامل ۲۰۲ آزاد امیدواروں کی شرکت نے بھی اس انتخابی عمل کو متحرک بنایا۔ ۱۶ نشستوں پر ہونے والے اس انتخابی مقابلے میں ۶ نشستوں پر آزاد امیدواروں نے کامیابی حاصل کی جبکہ سیاسی جماعتوں میں سے پی ٹی آئی نے ۵ نشستوں کے ساتھ پہلی پوزیشن اور جے یو آئی (ف) نے ۳ نشستوں کے ساتھ دوسری پوزیشن حاصل کی۔ اے این پی اور جماعت اسلامی نے ایک ایک نشست پر کامیابی حاصل کی جبکہ مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی کوئی بھی نشست حاصل کرنے میں ناکام رہیں۔[۴] انتخابات کی کامیاب تکمیل سے ان اضلاع میں ایک نئے سیاسی عمل کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس طرح پاکستان کی سیاسی تاریخ میں پہلی مرتبہ ان قبائلی اضلاع میں صوبائی سطح پر جمہوریت کی بنیاد رکھی گئی۔ یہاں کے لوگوں نے براہ راست انتخابی عمل میں حصہ لیا اور اپنی پسند کے امیدواروں کو ووٹ دیا، انہیں قومی سیاسی دھارے میں شمولیت کا آزادانہ موقع میسر آیا جو جمہوریت کے استحکام اور ان علاقوں میں خوشحالی کی جانب ایک اہم پیش رفت ہے۔[۵]

یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ جمہوریت حقیقی معنوں میں کمزور اور محروم طبقات کیلئے سیاسی، سماجی و معاشی مواقع پیدا کرتی ہے اور عوام میں یہ احساس پیدا کرتی ہے کہ سیاسی جمہوری نظام ہی ان کی ترقی کی کنجی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں جمہوری نظام کو دیگر نظاموں کے مقابلے میں فوقیت حاصل ہے۔ قبائلی علاقہ جات کو قومی سیاسی دھارے میں لانے کیلئے کئی دہائیوں سے کوششیں جاری تھیں اور اکثریت اس بات پر متفق تھی کہ ان علاقوں کو قومی سیاسی دھارے کا حصہ بنایا جائے۔ فاٹا سے خیبر پختونخوا کا سفر فاٹا کے مقامی لوگوں کا ایک بڑا اور یادگار سفر ہے اور اس میں ان کو بے پناہ مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ بہت سے لوگوں کو یہ خوف تھا کہ کیا پر امن انتخابات ممکن ہوسکیں گے۔ بالخصوص وہ علاقے جو دہشتگردی کی لپیٹ میں رہے ہیں۔ لیکن یہاں انتظامیہ سمیت فوج نے مقامی باشندگان کے تعاون سے جو پر امن انتخابی عمل کو یقینی بنایا وہ ایک بڑا سیاسی معرکہ ثابت ہوا ہے۔ اس امر سے قطع نظر کہ اس انتخابی معرکہ میں کون سی سیاسی جماعت جیتی اور کون

ہارا۔ اہم پیش رفت یہ ہے کہ یہ اضلاع اب قومی سیاسی دھارے کا حصہ بنے ہیں اور ایک قبائلی نظام سے جمہوری نظام کی طرف سفر کرنے لگے ہیں۔ یہ سیاسی اور جمہوری عمل اگر تسلسل سے چلتا رہا تو یہاں سیاسی نظام مؤثر اور مضبوط بن سکتا ہے۔ اس سیاسی اور جمہوری نظام کی کامیابی کی کنجی عملاً نئی نسل کے کندوں پر ہے کہ وہ اس نظام کو اپنی شمولیت سے کیسے موثر اور شفاف بنا کر مقامی ترقی کی حقیقی روح کو بیدار کرتے ہیں۔ اس نظام کو پروان چڑھنے سے ملک میں بالعموم اور ان علاقوں میں بالخصوص انتہا پسندی اور دہشتگردی کا خاتمہ ہوسکتا ہے اگر ان قبائلی اضلاع میں سیاسی اور جمہوری سرگرمیوں کو فوقیت دی جائے تو اس کا براہ راست اثر دہشتگردی کی جنگ سے نمٹنے میں ایک بڑی کامیابی کی صورت میں سامنے آئے گا۔ کیونکہ سیاسی، سماجی اور معاشی محرومی سوائے انتہا پسندی کے کچھ نہیں پیدا کرتی اور اس کا عملی نتیجہ دہشت گردی کی صورت میں سامنے آیا ہے۔[۶]

قبائلی اضلاع کی حلقہ بندی

نئے ضم شدہ قبائلی علاقوں میں صوبائی اسمبلی کیلئے انتخابات سے قبل ان قبائلی اضلاع کی از سر نو حلقہ بندی ناگزیر تھی۔ اگرچہ سات اضلاع کی آبادی ۸۰ لاکھ سے زائد ہے جس کے حساب سے یہاں کے صوبائی حلقوں کی تعداد ۳۰ سے زائد بن سکتی تھی تاہم موجودہ حلقوں اور ووٹرز کی تعداد بوجوہ آدھی رکھی گئی جسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ حالیہ مردم شماری کے دوران نا مساعد حالات اور نسبتاً فرسودہ طریقہ کار کے باعث درکار انتظامات نہیں کئے جا سکے یہیں وجہ تھی کہ قومی اسمبلی سے تمام سیاسی جماعتوں نے وہ بل پاس کیا جس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ بہ امر مجبوری ان اضلاع کو ۱۶ انتخابی حلقوں میں تقسیم کیا گیا۔[۷] اس طرح ضلع باجوڑ کو تین، مہمند کو دو، خیبر کو تین، کرم کو دو، اورکزئی کو ایک، شمالی وزیرستان کو دو، ایف آر ٹانک کو ایک اور جنوبی وزیرستان کو دو حلقوں میں منقسیم کیا گیا۔ قبائلی اضلاع سے خیبر پختونخوا اسمبلی کیلئے جن ۱۶ جنرل نشستوں پر عام انتخابات کا انعقاد ہوا یہ حلقے پی کے ۱۰۰ باجوڑ ا، پی کے ۱۰۱ باجوڑ ۲، پی کے ۱۰۲ باجوڑ۳، پی کے ۱۰۳ مہمند ا، پی

کے ۱۰۴ مہمند۲، پی کے ۱۰۵ خیبر ا، پی کے ۱۰۶ خیبر ۲، پی کے ۱۰۷ خیبر ۳، پی کے ۱۰۸ کرم ا، پی کے ۱۰۹ کرم ۲، پی کے ۱۱۰ اورکزئی، پی کے ۱۱۱ شمالی وزیرستان۱، پی کے ۱۱۲ شمالی وزیرستان ۲، پی کے ۱۱۳ جنوبی وزیرستان ا، پی کے ۱۱۴ جنوبی وزیرستان ۲ اور پی کے ۱۱۵ سابقہ ایف آرز کے علاقوں پر مشتمل ہیں۔۸

الیکشن کمیشن کی درجہ بندی کے مطابق صوبائی اسمبلی میں حلقہ پی کے ۱۰۰ باجوڑ ا، اتمان خیل اور سالار زئی تحصیل پر مشتمل ہے تاہم اس حلقہ میں سالار زئی تحصیل کا علاقہ ماندل شامل نہیں ہے۔ پی کے ۱۰۱ باجوڑ ۲، برنگ تحصیل، خار تحصیل اور ماندل پر مشتمل حلقہ ہے۔ پی کے ۱۰۲ باجوڑ ۳، ماموند تحصیل، ناواگئی تحصیل اور چمرکند تحصیل پر مشتمل ہے۔ حلقہ پی کے ۱۰۳ مہمند ا، امبار اُتمان خیل تحصیل، پڑانگ غار تحصیل، پنڈیالی تحصیل اوریکہ غونڈ تحصیل پر مشتمل ہے۔ جبکہ پی کے۱۰۴ مہمند ۲، حلیمزئی تحصیل، صافی تحصیل اور اپر مہمند تحصیل پر مشتمل ہے۔ حلقہ پی کے ۱۰۵ خیبر ا، لنڈی کوتل تحصیل اور ملا گوری تحصیل پر مشتمل ہے۔ پی کے ۱۰۶ خیبر ۲، جمرود تحصیل اور باڑہ تحصیل پر مشتمل ہے جبکہ پی کے ۱۰۷ خیبر ۳، باڑہ تحصیل کے دیگر علاقوں پر مشتمل ہے۔ پی کے ۱۰۸ کرم ا، سنٹرل کرم، ایف آر او لوئر کرم کے علاقوں حسن علی، ابراہیم زئی اور راما کئی پر مشتمل ہے۔ پی کے ۱۰۹ کرم ۲، اپر کرم تحصیل اور لوئر کرم کے پٹوار سرکل کے دیگر علاقوں پر مشتمل ہے۔ پی کے ۱۱۰ اورکزئی، کے حصے میں صوبائی اسمبلی کی ایک نشست آئی ہے جو ضلع اورکزئی پر مشتمل حلقہ ہے۔ پی کے ۱۱۱ شمالی وزیرستان ا، میر علی تحصیل، شیوہ تحصیل اور سپین وام تحصیل پر مشتمل ہے جبکہ پی کے ۱۱۲ شمالی وزیرستان ۲، میران شاہ تحصیل، غلام خان تحصیل، دتہ خیل تحصیل، رزمک تحصیل، دوسالئی تحصیل اور غریوم تحصیل پر مشتمل ہے۔ پی کے ۱۱۳ جنوبی وزیرستان۱، لدھا تحصیل، مکین تحصیل، سراروغہ تحصیل اور سروکئی تحصیل جبکہ پی کے ۱۱۴ جنوبی وزیرستان ۲، برمل تحصیل، وانا تحصیل، توئی خلا تحصیل، اور تیار زا تحصیل پر مشتمل ہے۔ پی کے ۱۱۵ میں سابق ایف آر پشاور، کوہاٹ، بنوں، لکی مروت، ڈیرہ اسماعیل خان اور ایف آر ٹانک شامل ہیں۔ ۲۵ ویں آئینی ترمیم کے بعد خیبر پختونخوا اسمبلی میں مجموعی طور پر ۲۱ نشستوں کا اضافہ ہوا ہے۔جن

میں ۱۶ جنرل نشستیں جبکہ خواتین کی ۴ اور ایک اقلیتی نشست شامل ہے۔ صوبائی اسمبلی میں دی جانے والی نمائندگی کے تحت باجوڑ اور خیبر اضلاع کو ۳،۳ مہمند، کرم، شمالی اور جنوبی وزیرستان کے اضلاع کو ۲، ۲ جبکہ اورکزئی ضلع اور ایف آرز کو ایک ایک نشست دی گئی ہے۔[۹]

مردم شماری ۲۰۱۷ء کے مطابق قبائلی اضلاع میں ضلع باجوڑ آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا ضلع ہے جو ۱۰ لاکھ ۹۳ ہزار ۶۸۴ نفوس پر مشتمل ہے آبادی کے تناسب سے صوبائی اسمبلی میں نمائندگی دینے اور نشستوں کی تقسیم کار کیلئے الیکشن کمیشن فارمولے کے تحت باجوڑ کے حصے میں ۳ نشستں آئی ہیں۔ قبائلی ضلع مہمند کی آبادی ۴ لاکھ ۶۶ ہزار ۹۸۴ ہے جنھیں ۲ نشستیں ملی ہیں ضلع خیبر کی آبادی ۹ لاکھ ۸۶ ہزار ۹۷۳ ریکارڈ کی گئی ہے۔ فارمولے کے تحت ضلع خیبر کو صوبائی اسمبلی میں ۳ نشستیں دی گئی ہیں۔ ضلع کرم کی آبادی ۶ لاکھ ۱۹ ہزار ۵۵۳ نفوس پر مشتمل ہے لہٰذا صوبائی اسمبلی میں اس کے لئے ۲ نشستیں مختص ہیں۔ اسی طرح قبائلی ضلع اورکزئی کی آبادی ۲ لاکھ ۵۴ ہزار ۳۵۶ ہے اس کو صوبائی اسمبلی میں ایک نشست دی گئی ہے۔ ۵ لاکھ ۴۳ ہزار ۴۵۲ افراد پر مشتمل ہے شمالی وزیرستان کو ۲ نشستیں ملی ہیں جنوبی وزیرستان کی آبادی ۶ لاکھ ۷۹ ہزار ۱۸۵ افراد ہے اور آبادی کے تناسب سے اس کو دو نشستیں دی گئی ہیں جبکہ سابق ایف آرز کی کی آبادی ۳ لاکھ ۵۷ ہزار ۶۸۷ ہے اور یوں اس کے حصے میں ایک نشست آئی ہے۔[۱۰]

قبائلی اضلاع میں انتخابی مہم

قبائلی علاقہ جات (فاٹا) کو حال ہی میں ۲۵ ویں آئینی ترمیم کے ذریعے صوبہ خیبر پختونخوا کا باقاعدہ حصہ بنا کر ان علاقوں کو صوبے میں ضم کیا گیا ہے۔ اس لئے بلا تاخیر صوبائی اسمبلی میں ان اضلاع کو نمائندگی دیتے ہوئے صوبائی اسمبلی کی ۱۶ نشستیں مختص کی گئیں جو قبائلی عوام کا دیرینہ خواہش اور مطالبہ تھا۔ اس سلسلے میں حلقہ بندیوں کے بعد یہاں انتخابات کا فیصلہ ہوا جس کے لئے تمام سیاسی جماعتوں نے تیاریاں شروع کر دیں

اور تقریباً تمام چھوٹی بڑی سیاسی جماعتوں نے ان انتخابات میں حصہ لیا۔ ان انتخابات میں حکمران جماعت تحریک انصاف نے تمام نشستوں پر امیدوار کھڑے کئے۔ تمام سیاسی جماعتوں کے امیدواروں نے بھرپور انتخابی مہم چلائی۔ ان اضلاع سے صوبائی اسمبلی میں خواتین کے لیے چار اور اقلیتوں کیلئے ایک نشست مختص کی گئی۔ خواتین کی چار نشستوں کیلئے ۸ امیدوار اور ایک اقلیتی نشست کیلئے ۳ امیدوار میدان میں آئے۔ عام یعنی جنرل نشستوں پر بھی دو خواتین امیدواروں نے حصہ لیا۔ انتخابی مہم کی خاص بات خواتین کی جانب سے انتخابی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا تھا۔ اے این پی کی جانب سے انتخابی مہم کیلئے خواتین کو بھی ذمہ داریاں دی گئی اور ضلع خیبر میں پی کے ۱۰۵ اور پی کے ۱۰۶ میں خواتین نے پارٹی کے امیدواروں کیلئے خصوصی مہم چلائی۔ انتخابات کے دوران خواتین کے ووٹوں کی شرح بڑھانے کیلئے کافی کوششیں کی گئی۔ اس حوالے سے قبائلی اضلاع میں مختلف تقریبات کا انعقاد کیا گیا، خصوصی مہم چلائی گئی جس میں طالب علموں کو بھی شامل کیا گیا تا کہ خواتین کی شرکت کو بڑھایا جا سکے۔[۱۱]

بعض خدشات اور رکاوٹوں کے باوجود ان سات اضلاع میں انتخابی مہم تقریباً تین مہینے تک پر امن طریقے سے جاری رہا۔ اس دوران نہ تو کوئی بڑا واقعہ ہوا نہ ہی کوئی فائرنگ یا جھگڑے کی خبر ملی اور نہ ہی مختلف سیاسی جماعتوں کے امیدواروں یا کارکنوں نے دوسرے علاقوں کی انتخابی مہم کی طرح بدکلامی یا بدمزگی کا کوئی مظاہرہ کیا۔ یہ اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ بعض حلقوں کے تجزیوں کے برعکس اس جنگ زدہ علاقے کے عوام سیاسی اور جمہوری ثقافت سے نہ صرف پوری طرح واقف ہیں بلکہ وہ پر امن اور سیاسی طریقے سے انتخابی عمل میں حصہ لینا بھی جانتے ہیں۔ شمالی اور جنوبی وزیرستان جیسے حساس اضلاع میں بھی پر امن انتخابی مہم چلائی گئی اور کہیں سے بھی کسی تلخی یا ٹکراؤ کی خبر نہیں ملی۔ حکمران جماعت تحریک انصاف سمیت تقریباً سبھی بڑی سیاسی جماعتوں نے انتخابات میں حصہ لیا اور ان سیاسی جماعتوں کے مرکزی اور صوبائی رہنماؤں نے مختلف علاقوں اور حلقوں کا دورہ کیا۔[۱۲]

مذکورہ صورتحال اور پر امن انتخابی مہم سے پتہ چلتا ہے کہ ایک تو قبائلی پٹی میں امن

و امان رفتہ رفتہ پروان چڑھ رہی ہے دوسرا یہ کہ ان علاقوں کو قومی سیاسی دھارے میں لانے کا سفر بتدریج جاری ہے تیسرا یہ کہ اب ان علاقوں کو صوبائی اسمبلی اور حکومت میں مسلسل نمائندگی مل سکے گی۔ سب سے اہم اور خوش آئند امر یہ ہے کہ قبائلی اضلاع کے پہلے صوبائی انتخابات کے دوران پوری انتخابی مہم انتہائی پر امن انداز میں جاری رہی اور کہیں بھی کسی ناخوشگوار واقعہ کی اطلاع نہیں آئی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قبائلی باشندے نہ صرف بھرپور سیاسی شعور کے مالک ہیں بلکہ ایک مکمل جمہوری مزاج بھی رکھتے ہیں کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ جو علاقہ بدامنی کے ایک بدترین دور سے گزرا ہو، جہاں کے لوگ اب بھی آبادکاری کے منتظر ہوں، جہاں اب بھی تعمیر و ترقی کے بہت زیادہ اقدامات کی ضرورت ہے، وہاں کے لوگ پہلے صوبائی انتخابات کے دوران اس قدر نظم و ضبط اور پختہ سیاسی شعور کا مظاہرہ کر چکے ہیں۔[۱۳]

قبائلی اضلاع میں انتخابات اور سیاسی جماعتوں کا کردار

عصرِ حاضر میں جدید جمہوری نظام اور جمہوریت کو پرکھنے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ انتخابات اور انتخابی عمل جدید سیاسی نظام اور جمہوریت کا ایک لازمی عنصر ہے۔ یہ ایک ایسا طرزِ عمل ہے جس کی بدولت کسی بھی جمہوری ریاست کے شہری اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق اپنے لئے سیاسی نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ منتخب ہو کہ یہ نمائندے لوگوں کی رائے اور معیار کے مطابق حکومت کو چلاتے ہیں۔ اس رسمی طرزِ عمل کو سیاسی اصطلاح میں انتخابات کا نام دیا جاتا ہے۔ الیکشن یا انتخابات ریاست کے شہریوں کو بنیادی فورم مہیا کرتے ہیں تا کہ وہ اپنی سیاسی آواز اٹھا سکے اور ایسے فیصلوں میں بلواسطہ شرکت کریں جو اُن کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ تمام جمہوری اداروں کی بنیاد آزاد، شفاف اور غیر جانبدار انتخابات پر ہوتی ہے۔[۱۴] جمہوری نظام کو تقویت اور دوام دینے کیلئے مختلف سیاسی گروہوں یا جماعتوں کا ہونا ازحد ضروری ہے۔ قبائلی اضلاع میں صوبائی انتخابات کے دوران ملک کے تمام سیاسی جماعتوں نے گرم جوشی سے حصہ لیا اور اپنے سیاسی نمائندوں کو عوام کے سامنے پیش کیا۔

پاکستان تحریک انصاف نے ان انتخابات میں تمام یعنی ۱۶ نشستوں پر اپنے امیدوار کھڑے کیے۔ حکمران سیاسی جماعت نے پی کے ۱۰۰ باجوڑ ۱ کے صوبائی اسمبلی کی نشست کیلئے انور زیب خان کو اپنا سیاسی نمائندہ نامزد کیا۔ ضلع باجوڑ کے نامور اور قبائلی مشیر کی حیثیت سے جانی پہچانی شخصیت انور زیب خان کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ زمانہ امن ہو یا جنگ ہر حالت میں انہوں نے اپنی قوم کی بہتری کیلئے نمایاں کردار ادا کیا۔ جب قبائلی اضلاع میں بدامنی اور افراتفری زوروں پر تھی تو اس موقع پر انہوں نے حکومت اور عوام کے درمیان پل کا کردار ادا کیا اور ہر موقع پر ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوششیں کیں۔ تحریک انصاف کے سیاسی منشور کو واضح کرتے ہوئے آپ نے انتخابی مہم کے دوران اپنی جماعت کی موجودہ کامیابیوں پر زور ڈالا اور احتساب کے عمل کو ملک کیلئے فائدہ مند قرار دیا۔[۱۵]
اسی طرح باجوڑ کے دوسرے انتخابی حلقے یعنی پی کے ۱۰۱ باجوڑ ۲ سے تحریک انصاف نے اجمل خان کو نامزد کیا جبکہ دو سرے ضلع یعنی پی کے ۱۰۲ باجوڑ ۳ سے حمید الرحمٰن تحریک انصاف کے ٹکٹ پر میدان میں اتر آئے۔ نیز پاکستان تحریک انصاف نے تمام نشتوں پر اپنے امیدوار کھڑے کیے جن کی تفصیل درجہ ذیل جدول سے واضح ہے۔

پاکستان تحریک انصاف کے امیدواران

نمبرشمار	حلقہ	امیدوار
۱	پی کے ۱۰۰ باجوڑ ۱	انور زیب خان
۲	پی کے ۱۰۰ باجوڑ ۲	اجمل خان
۳	پی کے ۱۰۰ باجوڑ ۳	حمید الرحمٰن
۴	پی کے ۱۰۳ مہمند ۱	رحیم شاہ
۵	پی کے ۱۰۴ مہمند ۲	سجاد خان
۶	پی کے ۱۰۵ خیبر ۱	شاہد حسین
۷	پی کے ۱۰۶ خیبر ۲	عامر محمد خان آفریدی

۸	پی کے ۱۰۷ خیبر ۳	محمد زبیر
۹	پی کے ۱۰۸کرم ۱	ریاض بنگش
۱۰	پی کے ۱۰۹ کرم ۲	سید اقبال میاں
۱۱	پی کے ۱۱۰ اورکزئی	شعیب حسن
۱۲	پی کے ۱۱۱ شمالی وزیرستان ۱	محمد اقبال خان
۱۳	پی کے ۱۱۲ شمالی وزیرستان۲	اورنگزیب خان
۱۴	پی کے ۱۱۳ جنوبی وزیرستان۱	افسر خان
۱۵	پی کے ۱۱۴ جنوبی وزیرستان۲	نصیر اللہ خان
۱۶	پی کے ۱۱۵ سابق ایف آرز	عابد الرحمٰن

تحریک انصاف نے اپنے سیاسی اور انتخابی منشور میں قبائلی اضلاع کو قومی دھارے میں شامل کرنے کے حوالے سے اپنی کاوشوں کو عوام کے سامنے رکھ دیا۔ حکمران سیاسی جماعت کے رہنماؤں نے واضح کیا کہ قبائلی علاقوں کا قومی سیاسی دھارے میں شامل ہونا تحریک انصاف کی وفاقی اور صوبائی حکومت کی اہم ترین کامیابی ہے۔ جس کی بدولت قبائلی اضلاع میں زندگی بسر کرنے والے عوام کو ستر سالہ محرومیوں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ پارٹی کی اہم قیادت نے واضح کیا کہ دس ماہ کے قلیل عرصے میں تحریک انصاف کی صوبائی حکومت نے اپنے وسائل سے قبائلی اضلاع میں اہم ترین منصوبے کا آغاز کیا ہے۔ جس سے قبائلی اضلاع کے عوام کو موجودہ حکومت کی ترجیحات کا واضح اندازہ ہو چکا ہے۔ ۲۸ ہزار خاصہ دار اور لیویز اہلکاروں کے صوبائی پولیس میں انضمام سے صوبائی حکومت نے دراصل قبائلی اضلاع کے ۲۸ ہزار خاندانوں کو ذریعہ معاش فراہم کیا ہے جبکہ قبائلی اضلاع تک صحت سہولت پروگرام کی توسیع سے ان اضلاع میں بسنے والے لوگوں کو مفت صحت کے سہولیات فراہم کی جا چکی ہیں۔[۱۶]

مذہبی سیاسی جماعت جمعیت علمائے اسلام (ف) نے بھی قبائلی اضلاع کے انتخابات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اگرچہ یہ سیاسی جماعت قبائلی علاقوں یعنی فاٹا صوبہ خیبرپختونخوا میں

ضم کرنے کے حق میں نہیں تھی اس کا اس ضمن میں الگ تھلگ رائے تھی تاہم قبائلی اضلاع کے انتخابات میں اس نے پندرہ نشستوں پر اپنے امیدوار کھڑے کیے اور بھرپور شرکت کی۔

تیسرے نمبر پر عوامی نیشنل پارٹی تھی جس نے ان انتخابات میں چودہ صوبائی نشستوں پر اپنے سیاسی نمائندے کھڑے کیے۔ اے این پی نے تقریباً تمام قبائلی اضلاع میں اپنے سیاسی منشور اور حکمت عملی کو عوام کے سامنے رکھ دیا۔ اس سیاسی جماعت کے رہنماؤں اور عمائدین نے جلسے اور جلسوں میں قبائلی اضلاع کی پسماندگی دور کرنے تعلیم اور صحت کی بنیادی سہولتوں کو یقینی بنانے کیلئے اپنے تگ و دو اور مستقبل کے حوالے سے اپنے جماعت کی پروگرامات کی تشہیر کی۔

علاوہ ازیں پاکستان پیپلز پارٹی چوتھے نمبر پر رہی کیونکہ اس نے ان انتخابات میں تیرہ صوبائی نشستوں پر اپنے اُمیدوار کھڑے کیے۔ پی پی پی نے ملک کی ترقی بالخصوص قبائلی اضلاع کی معاشی ترقی کے حوالے سے رائے دہندگان کو اپنے سیاسی اور انتخابی منشور سے آگاہ کیا۔ اس کے علاوہ پی پی پی نے قبائلی اضلاع میں تعلیم اور صحت جیسے اہم سہولیات پر زور دیا اور ان اضلاع کو عملی طور پر قومی سیاسی دھارے میں لانے کیلئے اپنے سیاسی پروگرام کی وضاحت کی۔ اپنے سیاسی مہم کے دوران پی پی پی نے عوام کو یاد دلایا کہ ۲۰۱۰ء سے پہلے قبائلی علاقوں میں سیاسی جماعتوں کو سیاسی سرگرمیوں کی اجازت نہ تھی نہ ہی جماعتی بنیادوں پر لوگوں کو ووٹ ڈالنے کا حق حاصل تھا یعنی عام آدمی کیلئے قطار میں کھڑے ہو کر ووٹ ڈالنے کا سرے سے تصور ہی نہیں تھا۔ لیکن پی پی پی کی گزشتہ مخلوط حکومت نے قبائلی اضلاع میں پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ کے ذریعے ان علاقوں میں سیاسی جماعتوں کی تنظیم سازی اور لوگوں کو حق رائے دہی دیا۔ اسی طرح جماعت اسلامی نے بھی تیرہ نشستوں پر جبکہ قومی وطن پارٹی نے تین نشستوں پر اپنے امیدوار کھڑے کیے۔ تاہم ان تمام سیاسی جماعتوں کے مقابلے میں ۲۰۲ آزاد امیدوار میدان میں اتر آئیں۔ صوبائی اسمبلی کے جنرل نشستوں کے علاوہ خواتین کی ۴ مخصوص نشستوں پر ۸ امیدواروں نے کاغذات نامزدگی جمع کیے۔ تحریک انصاف نے اپنی ترجیحی فہرست میں صرف ایک خاتون انیتا محسود کو نامزد کیا۔ جمعیت علمائے

اسلام (ف) نے نعیمہ کشور، روزینہ بی بی اور سراج النساء کے نام ٹکٹ جاری کرتے ہوئے اپنی ترجیحی فہرست الیکشن کمیشن میں جمع کرائی۔ جماعت اسلامی کی ترجیحی فہرست میں نذرانہ بی بی، بس روز بی بی اور زر شاہدہ کے نام شامل تھیں جبکہ اے این پی نے ناہید آفریدی کو نامزد کیا۔ اسی طرح اقلیتوں کی ایک نشست کیلئے تین امیدوار میدان میں آئے جن میں پی ٹی آئی کے ویلسن وزیر، جماعت اسلامی کے سربند سنگھ اور جے یو آئی کی خاتون امیدوار ثریا بی بی شامل تھی۔ اقلیتوں کی ایک نشست پر تینوں امیدواروں کا تعلق خیبر ضلع سے تھا۔[۱۷]

انتخابات کے نتائج اور تجزیہ

خیبر پختونخوا کے قبائلی اضلاع کے پہلے صوبائی انتخابات میں آزاد امیدواروں نے سب سے زیادہ نشستوں پر کامیابی حاصل کی آزاد امیدواروں نے ۱۶ نشستوں میں ۶ نشستیں جیت لیں۔ سیاسی جماعتوں میں پی ٹی آئی نے ۵ نشستوں کے ساتھ پہلی اور جمعیت علمائے اسلام (ف) نے ۳ نشستوں کے ساتھ دوسری پوزیشن حاصل کر لی، اے این پی اور جماعت اسلامی کے حصہ میں ایک ایک نشست آسکی ملک کی دو بڑی سیاسی جماعتیں مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی کو قبائلی اضلاع کے انتخابات میں شکست سے دو چار ہونا پڑا۔ دونوں جماعتوں کے امیدواروں پر عوام نے عدم اعتماد کا اظہار کیا کسی بھی حلقے میں دونوں جماعتوں کے امیدوار مقابلے کی پوزیشن میں نہیں آئے۔ اسی طرح صوبے میں دو بڑی قوم پرست سیاسی جماعتیں یعنی عوامی نیشنل پارٹی اور قومی وطن پارٹی بھی قبائلی عوام کے دل جیت نہ سکیں۔ ۱۶ جنرل نشستوں میں اے این پی نے صرف ایک نشست یعنی پی کے ۱۰۳، مہمند ۱ پر کامیابی حاصل کی۔ قومی وطن پارٹی کو قبائلی اضلاع سے امیدوار ہی نہ مل سکے اور بمشکل صرف تین امیدوار ہی سامنے لاسکی جن کو مذکورہ انتخابات میں بری طرح شکست کا سامنا کرنا پڑا۔[۱۹]

قبائلی اضلاع کے انتخابات میں کامیاب امیدوار

نمبرشمار	حلقہ	امیدوار	جماعت
۱	پی کے ۱۰۰ باجوڑ ۱	انور زیب خان	تحریک انصاف

۲	پی کے ۱۰۱ باجوڑ ۲	اجمل خان	تحریک انصاف
۳	پی کے ۱۰۲ باجوڑ ۳	سراج الدین	جماعت اسلامی
۴	پی کے ۱۰۳ مہمند ۱	نثار احمد مومند	اے این پی
۵	پی کے ۱۰۴ مہمند ۲	ملک عباس الرحمٰن	آزاد
۶	پی کے ۱۰۵ خیبر ۱	شفیق آفریدی	آزاد
۷	پی کے ۱۰۶ خیبر ۲	بلاول آفریدی	آزاد
۸	پی کے ۱۰۷ خیبر ۳	محمد شفیق	آزاد
۹	پی کے ۱۰۸ کرم ۱	محمد ریاض	جے یو آئی
۱۰	پی کے ۱۰۹ کرم ۲	محمد اقبال میاں	تحریک انصاف
۱۱	پی کے ۱۱۰ اورکزئی	غزن جمال	آزاد
۱۲	پی کے ۱۱۱ شمالی وزیرستان ۱	اقبال خان	تحریک انصاف
۱۳	پی کے ۱۱۲ شمالی وزیرستان۲	میر کلام	آزاد
۱۴	پی کے ۱۱۳ جنوبی وزیرستان۱	حافظ عصام الدین	جے یو آئی
۱۵	پی کے ۱۱۴ جنوبی وزیرستان۲	نصیر اللہ خان	تحریک انصاف
۱۶	پی کے ۱۱۵ سابق ایف آرز	شعیب آفریدی	جے یو آئی

الیکشن کمیشن کے جاری کردہ نتائج کے مطابق پی کے ۱۰۰ باجوڑ ۱ سے پی ٹی آئی کے امیدوار انور زیب خان نے ۱۲۹۵۱ ووٹ لے کر پہلی پوزیشن حاصل کی جبکہ جماعت اسلامی کے امیدوار وحید گل نے ۱۱۷۷۵ ووٹ حاصل کر کے دوسری پوزیشن پر رہے۔[۲۰] پی کے ۱۰۱ باجوڑ ۲ سے بھی پی ٹی آئی کے امیدوار اجمل خان ۱۲۱۹۴ ووٹ کیساتھ پہلی جبکہ جماعت اسلامی کے صاحبزادہ ہارون الرشید ۱۰۴۶۸ ووٹ کیساتھ دوسری پوزیشن پر رہے۔[۲۱] جبکہ باجوڑ کے تیسرے حلقے پی کے ۱۰۲ سے جماعت اسلامی کے سراج الدین ۱۹۰۸۸ ووٹ حاصل کر کے اول نمبر پر جبکہ پی ٹی آئی کے امیدوار حمید الرحمٰن نے ۱۳۴۳۶ ووٹ لے کر دوسری پوزیشن حاصل کر لی۔[۲۲] ضلع مہمند کے پہلے حلقہ پی کے ۱۰۳ سے اے این پی کے امیدوار ۱۱۲۴۷ ووٹ کیساتھ پہلی پوزیشن جبکہ پی ٹی آئی کے امیدوار رحیم شاہ ۹۶۶۹ ووٹ کیساتھ

دوسرے نمبر پر رہے۔**۲۳** اے این پی نے ۱۶ جنرل نشستوں پر صرف اسی ایک حلقہ سے کامیابی حاصل کی اور باقی تمام حلقوں پر اسے شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ مہمند کے دوسرے حلقہ پی کے ۱۰۴ سے کھڑے آزاد امیدوار عباس الرحمٰن نے ۱۱۷۵۱ ووٹ حاصل کر کے پہلی پوزیشن حاصل کی جبکہ دوسرے نمبر پر زیادہ ووٹ جے یو آئی کے امیدوار محمد عارف کو ملے اس کی حاصل کردہ ووٹ کی تعداد ۹۸۰۱ تھی۔**۲۴** ضلع خیبر کے پہلے حلقہ پی کے ۱۰۵ سے آزاد امیدوار شفیق آفریدی نے ۱۹۷۳۳ ووٹ حاصل کر کے پہلی پوزیشن جبکہ دوسرے آزاد امیدوار شرمت خان نے ۱۰۷۴۵ ووٹ لے کر دوسری پوزیشن حاصل کی۔**۲۵** اسی ضلع کے دوسرے حلقہ پی کے ۱۰۶ پر آزاد امیدوار بلاول آفریدی کو ۱۲۸۱۴ ووٹ کے ساتھ برتری حاصل ہوئی جبکہ ایک اور آزاد امیدوار خان شیر آفریدی ۶۲۹۷ ووٹ لے کر دوسری پوزیشن پر رہے۔**۲۶** خیبر ضلع کے تیسرے حلقہ پی کے ۱۰۷ سے آزاد امیدوار محمد شفیق ۹۷۹۶ ووٹ لے کر کامیاب ٹھہرے جبکہ اسی حلقہ سے ایک اور آزاد امیدوار حمید اللہ خان آفریدی ۸۴۲۸ ووٹوں کے ساتھ دوسرے نمبر پر رہے۔**۲۷** ضلع کرم کے پی کے ۱۰۸ سے جے یو آئی کے امیدوار محمد ریاض نے ۱۱۹۴۸ ووٹ لے کر پہلی پوزیشن حاصل کی جبکہ اسی حلقہ سے ایک اور آزاد امیدوار جمیل خان نے ۱۱۵۱۷ ووٹ لے کر دوسرے نمبر پر رہے۔**۲۸** ضلع کرم کے دوسرے حلقے پی کے ۱۰۹ سے پی ٹی آئی کے امیدوار اقبال حسین میاں ۳۹۵۳۶ ووٹ لے کر کامیابی حاصل کی جبکہ امیدوار عنایت علی نے ۲۲۹۷۵ ووٹ حاصل کر کے دوسری پوزیشن لی۔**۲۹** ضلع اورکزئی کے اکلوتے حلقہ پی کے ۱۱۰ سے آزاد امیدوار غزن جمال ۱۸۴۴۸ ووٹوں کے ساتھ کامیاب ٹھہرے جبکہ پی ٹی آئی کے امیدوار شعیب حسن ۱۴۶۹۹ ووٹ لے کر دوسری پوزیشن پر رہے۔**۳۰** ضلع شمالی وزیرستان کے پہلے حلقہ پی کے ۱۱۱ سے محمد اقبال خان کامیاب قرار دیئے انہوں نے کل ۱۰۲۰۰ ووٹ حاصل کیے۔جبکہ جے یو آئی کے امیدوار سمیع الدین نے ۹۲۸۸ ووٹ حاصل کر کے دوسری پوزیشن پر رہے۔**۳۱** اسی ضلع کے دوسرے حلقہ پی کے ۱۱۲ سے آزاد امیدوار میر کلام ۱۲۰۷۵ ووٹ لے کر رکن صوبائی اسمبلی منتخب ہوئے اور جے یو آئی (ف) کے امیدوار صدیق اللہ نے ۷۹۷۸ ووٹ لے کر دوسری پوزیشن جبکہ پی ٹی آئی کے امیدوار اورنگزیب خان نے ۷۹۴۲ ووٹ لے کر تیسری

پوزیشن حاصل کی۔[۳۲] ضلع جنوبی وزیرستان کے پہلے حلقہ پی کے ۱۱۳ سے جے یو آئی (ف) کے امیدوار مولانا عصام الدین ۱۰۳۵۶ ووٹ کے ساتھ کامیاب قرار پائے۔ جبکہ آزاد امیدوار وحید خان ۹۶۷۹ ووٹ کیساتھ دوسرے نمبر پر رہے۔[۳۳] اسی ضلع کے دوسرے حلقہ پی کے ۱۱۴ سے پی ٹی آئی کے امیدوار نصیر اللہ خان ۱۱۱۱۴ ووٹ لے کر دوسرے نمبر پر رہے۔[۳۴] سابقہ ایف آرز پر مشتمل حلقہ پی کے ۱۱۵ سے جے یو آئی (ف) کے امیدوار محمد شعیب ۱۸۱۰۲ ووٹ لے کر کامیاب قرار پائے جبکہ پی ٹی آئی کے امیدوار صرف ۷۴ ووٹوں کی کمی کی وجہ سے دوسرے نمبر پر رہے یعنی اس نے ۱۸۰۲۸ ووٹ حاصل کر کے دوسری پوزیشن حاصل کی۔[۳۵]

قبائلی اضلاع میں صوبائی انتخابات اور خواتین کا کردار

جولائی ۲۰۱۹ء میں صوبائی اسمبلی کے ۱۶ جنرل نشستوں پر عام انتخابات کا انعقاد ہوا۔ ان انتخابات میں خواتین کا کردار چست اور مثبت رہا۔ کیونکہ خواتین کی ۴ مخصوص نشستوں کے علاوہ جنرل نشستوں میں سے دو نشستوں پر خواتین امیدواروں نے حصہ لیا۔ ان انتخابات کیلئے ۱۸۹۶ پولنگ سٹیشنز میں سے ۴۸۲ مردوں جبکہ ۳۷۶ خواتین کیلئے قائم کئے گئے۔[۳۶] قبائلی اضلاع سے صوبائی نشستوں پر عام انتخابات میں خواتین کی اجتماعی شرح پولنگ ۲۸.۶ فی صد رہی۔ ان اضلاع میں رجسٹرڈ ووٹروں کی کل تعداد ۲۸ لاکھ ایک ہزار ۸۳۷ تھی جن میں ۱۶ لاکھ ۷۱ ہزار ۳۰۸ مرد اور ۱۱ لاکھ ۳۰ ہزار ۵۲۹ خواتین تھیں۔ ان میں سے ۵ لاکھ ۲۵ ہزار ۴۶۲ مردوں جبکہ ۲ لاکھ ۱۰ ہزار ۶۲۶ خواتین نے اپنا حق رائے دہی استعمال کیا۔ اس اعداد و شمار کے مطابق مرد ووٹروں کی مجموعی شرح ۳۱ فی صد اور خواتین ووٹروں کی ۱۸ فی صد بنی۔[۳۷] یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ ان اضلاع کی آبادی یعنی لوگوں کی اکثریت قدامت پسند اور پرانے روایات پر بھروسہ رکھنے والوں کی ہے مگر اس کے باوجود دو خواتین ان انتخابات میں مرد امیدواروں کے مد مقابل آئیں۔ ان میں سے ایک خاتون ناہید آفریدی ضلع خیبر سے حلقہ پی کے ۱۰۶ سے اے این پی کے ٹکٹ پر اور دوسری خاتون مسز مانسا نے ضلع کرم سے حلقہ پی کے ۱۰۹ سے جماعت اسلامی کے ٹکٹ پر

انتخابات میں حصہ لیا۔[۳۸]

۲۰۱۹ء کے صوبائی انتخابات میں قبائلی اضلاع سے ۲ لاکھ سے زیادہ خواتین کا حق رائے دہی کے استعمال سے یہ امر واضح ہو چکا ہے کہ قبائلی اضلاع میں خواتین مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کیلئے تیار ہیں۔ ان اضلاع میں اپنی نوعیت کے منفرد ان عام انتخابات کو اگر ایک مختلف زاویے سے پرکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس اقدام سے ایک ایسے نئے سفر کی شروعات ہو گئی ہے جو آگے چل کر نہ صرف قبائلی خواتین کے حق رائے دہی کو یقینی بنائے گا بلکہ اس سے خواتین صوبائی و قومی سطح پر فیصلہ سازی کے عمل کا براہ راست حصہ بنیں گی۔[۳۹] ان انتخابات میں خواتین کی شرکت کے حوالے سے بہت سے خدشات لوگوں کے ذہنوں پر سوار تھے۔ مثال کے طور پر لوگوں کا عام تاثر تھا کہ قبائلی پٹی میں خواتین گھروں سے نکل سکیں گی؟ خواتین پولنگ مراکز کیسے پہنچیں گی؟ خواتین نامحرم امیدواروں کے حق میں اپنا ووٹ ڈالیں گی؟ اور بالآخر یہ کہ خواتین پولنگ مراکز سے زندہ اپنے گھروں کو واپس بھی پہنچ جائیں گی؟ کیونکہ قبائلی روایات کے تابع عمومی سوچ میں خواتین کے کردار کو محدود سمجھا، دیکھا اور پسند کیا جاتا رہا ہے اور یہ صورتحال آج بھی زیادہ تبدیل نہیں ہوئی۔ ان علاقوں کی تاریخ دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کو پہلی مرتبہ حق رائے دہی استعمال کرنے کا موقع ۱۹۹۷ء کے عام انتخابات میں دیا گیا تھا۔ اس وقت وفاق کے زیر انتظام ۷ قبائلی اور ۶ نیم قبائلی علاقوں میں مردوں کے ۷۸ہزار سے زائد ووٹوں کے مقابلے میں خواتین کے صرف ۳۶۰ ووٹ ہی رجسٹرڈ ہو سکے تھے جبکہ آج دو دہائیوں کے بعد انہیں علاقوں سے ۲ لاکھ سے زیادہ خواتین نے اپنا حق رائے دہی استعمال کیا۔ ۲۰۱۷ء کے الیکشن ایکٹ کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ اس ایکٹ کے مطابق خواتین کے ووٹ کم از کم ۱۰ فی صد ہونے چاہئیں۔ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۹۳ء تک قبائلی علاقوں میں حق بالغ رائے دہی کی بنیاد پرصرف قبائلی عمائدین کو ووٹ ڈالنے کا حق حاصل تھا جس میں کسی بھی خاتون کا ووٹ رجسٹرڈ نہیں تھا۔ لیکن ۱۹۹۷ء میں قبائلی ملکان و مشران کے مابین معاہدوں کی وجہ سے ۲۰۱۳ء تک خواتین کو بالعموم حق رائے دہی سے محروم رکھا جاتا رہا۔

تاہم ۲۰۱۷ء کے الیکشن ایکٹ نے اس قسم کے مقامی معاہدوں کو ناقابل عمل بنا دیا اور اب کم از کم خواتین کے ۱۰ فی صد ووٹوں کی کشادگی بہر صورت ضروری ہو چکی ہے۔ یہی خاصہ ہے جمہوریت اور جمہوریت کے اہم جز عام انتخابات کا کہ اس میں حالات اور نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے آئین میں ترمیم اور فیصلہ سازی کے عمل میں ہونیوالی غلطیوں کو درست کیا جاتا ہے۔[۴۰]

حرف آخر

صوبہ خیبر پختونخوا کا باقاعدہ طور پر حصہ بننے والے نئے ضم شدہ قبائلی اضلاع میں صوبائی اسمبلی کے ۱۶ نشستوں پر ہونے والے انتخابات میں تقریباً تین سو امیدواروں نے حصہ لیا۔ ان انتخابات میں تحریک انصاف، جماعت اسلامی، جمعت علمائے اسلام(ف)، عوامی نیشنل پارٹی، پاکستان پیپلز پارٹی اور قومی وطن پارٹی سمیت متعدد سیاسی جماعتوں نے حصہ لیا جبکہ ایک بڑی تعداد آزاد امیدواروں کی تھی جنہوں نے سیاسی جماعتوں کے امیدواروں کا سخت مقابلہ کیا اور اس طرح سب سے زیادہ نشستیں آزاد امیدواروں نے جیت لیں۔ حکمران جماعت تحریک انصاف نے دوسری پوزیشن جے یو آئی نے تیسری اور جماعت اسلامی اور اے این پی نے چوتھی پوزیشن حاصل کی۔ اگر انتخابی نتائج کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو یہ امر واضح ہو جاتی ہے کہ قبائلی اضلاع کے عوام نے کسی ایک سیاسی جماعت پر مکمل طور پر اعتماد نہیں کیا یہ تمام سیاسی جماعتوں کی قبائلی اضلاع میں عوامی پذیرائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان انتخابات میں عوام کا جوش و خروش اور خاص کر خواتین کی شرکت مثالی تھی۔ قبائلی عوام نے صوبائی انتخابات میں بھرپور حصہ لے کر ثابت کر دیا کہ وہ پر امن طور پر تبدیلی کے خواہاں اور جمہوری سوچ کے حامل ہیں اور وہ کسی ایسی قوت کا ساتھ دینے کیلئے آمادہ نہیں جو انتشار اور افراتفری کی سیاست کو فروغ دے۔ صوبائی اسمبلی کے انتخابات ہونے کے بعد جہاں مقامی لوگ جمہوری ثمرات سے مستفیض ہوں گے وہاں ترقی اور خوشحالی کے لئے سفر کا بھی آغاز ہو گا۔ قبائلی اضلاع سے منتخب ہونے والے عوام کے سیاسی نمائندے صوبائی اسمبلی میں شمولیت کے بعد یہاں کے مسائل کو اجاگر کریں گے۔ اس طرح یہ لوگ

جو ایک عرصہ دراز سے محرومیوں کا شکار چلے آ رہے تھے اس کا یقیناً کافی حد تک تلافی ہو گی۔ ان صوبائی انتخابات کے بعد اگلا مرحلہ بلدیاتی انتخابات کا ہو گا۔ ان انتخابات میں نچلی سطح پر عام آدمیوں اور نوجوان نسل کو سیاسی طور پر آگے آنے اور انہی صلاحیتوں کے اظہار کا موقع ملے گا۔ اسی طرح سیاسی عمل تیز ہونے سے وطن دشمن اور شرپسند عناصر کمزور ہوتے چلے جائیں گے اور ملک و قوم ترقی کی طرف گامزن ہو گا۔

حوالہ جات

۱۔ قبائلی علاقہ جات کو صوبہ خیبر پختونخوا میں ضم کرنے کی غرض سے مئی ۲۰۱۸ء میں آئینی ترمیمی مسودہ پارلیمنٹ میں پیش کی گئی۔ اس تاریخی ترمیمی مسودے کو ملک کے دونوں ایوانوں یعنی قومی اسمبلی اور سینٹ نے دو تہائی اکثریت سے بالترتیب ۲۵ اور ۲۸ مئی کو منظور کیا۔ الطاف اللہ و غلام قاسم مروت، ''قبائلی علاقہ جات (فاٹا) کا صوبہ خیبرپختونخوا میں انضمام: ایک تاریخی و تنقیدی جائزہ'' *مجلّہ تاریخ و ثقافت پاکستان*، جولائی-دسمبر ۲۰۱۸ء،ص ۲۱۳۔

۲۔ عقیل یوسفزئی، ''ایک تاریخی دن''، روزنامہ *آج*، پشاور، ۲۰ جولائی ۲۰۱۹ء۔

۳۔ ''قبائلی اضلاع میں انتخابات: تاریخ ساز پیش رفت''، روزنامہ *جنگ*، ۲۲ جولائی ۲۰۱۹ء۔

۴۔ روزنامہ *آج*، پشاور ۲۲ جولائی ۲۰۱۹ء، روزنامہ *مشرق*، پشاور، ۲۲ جولائی ۲۰۱۹ء۔

۵۔ ''قبائلی اضلاع میں جمہوریت کی جیت''، روزنامہ *ایکسپریس*، لاہور، ۲۲ جولائی ۲۰۱۹ء۔

۶۔ سلمان عابد، ''قبائلی علاقہ جات میں جمہوریت کا آغاز''، روزنامہ *ایکسپریس*، لاہور، ۲۲ جولائی ۲۰۱۹ء۔

۷۔ عقیل یوسفزئی، ''ایک تاریخی دن''، روزنامہ *آج*، پشاور، ۲۰ جولائی ۲۰۱۹ء۔

۸۔ عرفان خان اور زاہد میروخیل، ''قبائلی اضلاع میں انتخابات ۱۶ نشستیں ۲۸۵ امیدوار''، اشاعت خاص، روزنامہ *مشرق*، پشاور، ۲۰ جولائی ۲۰۱۹ء۔

۹۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان نے قبائلی اضلاع میں آبادی کے تناسب سے صوبائی اسمبلی کی نشستوں کی تقسیم کار کیلئے قائم کی جانے والی حد بندی کمیٹی کی جانب سے تمام قبائلی اضلاع میں آبادی اور جغرافیائی حیثیت سے صوبائی حلقوں کی تقسیم سے متعلق تفصیلات اکٹھی کرنے کے بعد اعلامیہ جاری کیا تھا اور کمیٹی تقسیم کریں اس سلسلے میں کمیٹی کی جانب سے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد ہر قبائلی ضلع کو اسمبلی میں نشستوں کو ملنے والی تعداد سے متعلق فہرست جاری کی گئی تھی جس کے بعد حلقہ بندیوں پر عوام کے پائے جانے والے اعتراضات اور شکایات کیلئے ایک ماہ کا موقع دیا گیا۔ قبائلی اضلاع کے حلقہ بندیوں پر اعتراضات اور شکایات کو نمٹانے کے بعد مارچ ۲۰۱۹ء میں ہر قبائلی ضلع کو خیبرپختونخوا اسمبلی میں ملنے والی نشستوں کی تعداد سے متعلق حتمی فہرست جاری کی گئی۔

۱۰۔ ایضاً۔

۱۱۔ احتشام بشیر، ''عکس خیبر پختونخوا''، روزنامہ *ایکسپریس*،پشاور، ۲۰ جولائی ۲۰۱۹ء۔

۱۲۔ عقیل یوسفزئی، ''ایک تاریخی دن''، روزنامہ *آج*، پشاور، ۲۰ جولائی ۲۰۱۹ء۔

۱۳۔ آصف نثار، ''قبائلی اضلاع قومی دھارے میں شمولیت کا مرحلہ مکمل''، روزنامہ *آج*، پشاور، ۲۸ جولائی ۲۰۱۹ء۔
۱۴۔ الطاف اللہ، ''الیکشن ۲۰۰۸ء: تاریخ کا ایک نیا باب''، روزنامہ *الاخبار*، راولپنڈی، ۳۱ مارچ ۲۰۰۸ء۔
۱۵۔ انٹرویو انور زیب خان، روزنامہ *آئین*، پشاور، ۲۰ جولائی ۲۰۱۹ء۔
۱۶۔ روزنامہ *مشرق*، پشاور، ۲۰ جولائی ۲۰۱۹ء۔
۱۷۔ عرفان خان اور زاہد میروخیل، ''قبائلی اضلاع میں انتخابات ۱۶ نشستیں ۲۸۵ امیدوار'' اشاعت خاص، روزنامہ *مشرق*، پشاور، ۲۰ جولائی ۲۰۱۹ء۔
۱۸۔ روزنامہ *مشرق*، پشاور، ۲۲ جولائی ۲۰۱۹ء، روزنامہ *آج*، پشاور، ۲۲ جولائی ۲۰۱۹ء۔
۱۹۔ عرفان خان، ''اور تاریخ بن گئی''، روزنامہ *مشرق*، پشاور ۲۲ جولائی ۲۰۱۹ء۔
۲۰۔ فارم(۴۷)، قاعدہ(۱)۸۴، غیر حتمی نتائج کا مجموعی گوشوارہ، حلقہ پی کے ۱۰۰ باجوڑ ۱،الیکشن کمیشن آف پاکستان، ۲۱ اگست ۲۱۰۹ء۔
۲۱۔ ایضاً،حلقہ پی کے ۱۰۱ باجوڑ ۲،الیکشن کمیشن آف پاکستان، ۲۱ اگست ۲۱۰۹ء۔
۲۲۔ ایضاً،حلقہ پی کے ۱۰۲ باجوڑ ۳، الیکشن کمیشن آف پاکستان، ۲۱ اگست ۲۱۰۹ء۔
۲۳۔ ایضاً،حلقہ پی کے ۱۰۳ مہمند ۱،الیکشن کمیشن آف پاکستان، ۲۱ اگست ۲۱۰۹ء۔
۲۴۔ ایضاً،حلقہ پی کے ۱۰۴ مہمند ۲،الیکشن کمیشن آف پاکستان، ۲۱ اگست ۲۱۰۹ء۔
۲۵۔ ایضاً،حلقہ پی کے ۱۰۵ خیبر ۱، الیکشن کمیشن آف پاکستان، ۲۱ اگست ۲۱۰۹ء۔
۲۶۔ ایضاً،حلقہ پی کے ۱۰۶ خیبر ۲، الیکشن کمیشن آف پاکستان، ۲۱ اگست ۲۱۰۹ء۔
۲۷۔ ایضاً،حلقہ پی کے ۱۰۷ خیبر ۳، الیکشن کمیشن آف پاکستان، ۲۱ اگست ۲۱۰۹ء۔
۲۸۔ ایضاً،حلقہ پی کے ۱۰۸کرم ۱، الیکشن کمیشن آف پاکستان، ۲۱ اگست ۲۱۰۹ء۔
۲۹۔ ایضاً،حلقہ پی کے ۱۰۹ کرم ۲، الیکشن کمیشن آف پاکستان، ۲۱ اگست ۲۱۰۹ء۔
۳۰۔ ایضاً،حلقہ پی کے ۱۱۰ اورکزئی، الیکشن کمیشن آف پاکستان، ۲۱ اگست ۲۱۰۹ء۔
۳۱۔ ایضاً،حلقہ پی کے ۱۱۱ شمالی وزیرستان ۱، الیکشن کمیشن آف پاکستان، ۲۱ اگست ۲۱۰۹ء۔
۳۲۔ ایضاً،حلقہ پی کے ۱۱۲ شمالی وزیرستان۲، الیکشن کمیشن آف پاکستان، ۲۱ اگست ۲۱۰۹ء۔
۳۳۔ ایضاً،حلقہ پی کے ۱۱۳ جنوبی وزیرستان۱، الیکشن کمیشن آف پاکستان، ۲۱ اگست ۲۱۰۹ء۔
۳۴۔ ایضاً،حلقہ پی کے ۱۱۴ جنوبی وزیرستان۲،الیکشن کمیشن آف پاکستان، ۲۱ اگست ۲۱۰۹ء۔
۳۵۔ ایضاً،حلقہ پی کے ۱۱۵ جنوبی وزیرستان۲، الیکشن کمیشن آف پاکستان، ۲۱ اگست ۲۱۰۹ء۔
۳۶۔ روزنامہ *آج*، پشاور، ۲۰ جولائی ۲۰۱۹ء۔
۳۷۔ شبیر حسین امام، ''انتخابات: آغاز سفر''، روزنامہ *آج*، پشاور، ۲۴ جولائی ۲۰۱۹ء۔
۳۸۔ تنویر قیصر، ''قبائلی اضلاع کے انتخابات: کریڈٹ افواج پاکستان کو''، روزنامہ *ایکسپریس*، پشاور، ۲۲ جولائی ۲۰۱۹ء۔
۳۹۔ شبیر حسین امام، ''انتخابات: آغاز سفر''، روزنامہ *آج*، پشاور، ۲۴ جولائی ۲۰۱۹ء۔
۴۰۔ انتخابی عمل میں خواتین کی شرکت کی حوصلہ افزائی کیلئے خواتین ووٹرز کے اندراج اور انتخابی پولنگ کے دن عملی رائے دہی سمیت دیگر خصوصی اقدامات کی تفصیل الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء میں موجود ہے۔ ایضاً۔